اٹھارہواں باب

نماز فجر اجالے میں پڑھو

حنفیوں کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نماز فجر خوب اجالے میں پڑھی جاوے، جب سورج طلوع ہونے میں آدھ گھنٹہ باقی ہو، تو جماعت کھڑی ہو، مگر غیر مقلدوں کے نزدیک نماز فجر بالکل اول وقت یعنی بہت اندھیرے میں پڑھنا چاہیئے۔ اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں، پہلی فصل میں اس کا ثبوت، دوسری فصل میں اس پر سوالات مع جوابات۔

نوٹ ضروری: خیال رہے کہ مذہب حنفی میں دو نمازوں یعنی نماز مغرب اور موسم سرما کی ظہر کے سوا تمام نمازیں کچھ دیر سے پڑھنا افضل ہیں، نماز مغرب میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ ایسے ہی سردی کے موسم میں نماز ظہر میں۔ اگر ہم کو اس کتاب کے طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ہر نماز کی تاخیر پر دلائل قائم کرتے، صرف نماز فجر کی تاخیر پر مکمل بحث کرتے ہیں۔ تاکہ ناظرین غور کریں کہ مذہب حنفی کتنا پختہ اور مدلل ہے۔

پہلی فصل

نماز فجر میں اجالا باعث ثواب ھے

ہر زمانہ اور ہر موسم میں مستحب یہ ہے، کہ نماز فجر خوب روشنی ہو جانے پر پڑھی جاوے البتہ دسویں ذی الحجہ کو حاجی لوگ مزدلفہ میں فجر اندھیرے میں پڑھیں۔ اس پر بہت احادیث شاہد ہیں، جن میں سے بطور نمونہ کچھ پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ تا ۸: ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، ابن حبان، ابوداؤد طیالسی وطبرانی نے کچھ فرق سے حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسفروا بالفجر فانهٗ اعظم للاجز وقال الترمذی هذا حدیث صحیح٥

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ نماز فجر خوب اجالا کر کے پڑھو کہ اس کا ثواب زیادہ ہے،

ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

خیال رہے کہ اس حدیث میں اجالا کرنے سے مراد خوب اجالا کرنا ہے۔ جب کہ روشنی پھیل جاوے، یہ مطلب نہیں کہ فجر یقیناً ہوجاوے کیونکہ اس کے بغیر تو نماز ہوتی ہی نہیں۔ جس اجالے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے، وہ یہ ہی روشنی ہے، جو ہم نے عرض کی۔

حدیث ۹ تا ۱۰: بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ الا لمیقاتھا الا صلوٰتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا٥

ترجمہ: میں نے حضور ﷺ کو کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز غیر وقت میں پڑھی ہو سوائے مزدلفہ کے کہ وہاں حضور نے مغرب وعشاء جمع فرمائی اور اس کی صبح نماز فجر اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ ہمیشہ فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ میں دسویں ذوالحجہ کو اندھیرے میں یعنی وقت معتاد سے پہلے۔ اگر حضور ﷺ ہمیشہ ہی اول وقت فجر پڑھتے ہوتے تو مزدلفہ میں پہلے پڑھنے کے کیا معنیٰ۔ کیونکہ اس سے پہلے تو فجر کا وقت ہوتا ہی نہیں۔

خیال رہے کہ مزدلفہ میں کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے نہیں ہوتی، ہاں نماز مغرب عشاء کے وقت میں ادا ہوتی ہے۔ اور نماز فجر اپنے وقت میں اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔ اور اس حدیث کے یہ معنیٰ نہیں کہ حضور نے نماز فجر وقت سے پہلے یعنی رات میں پڑھی، بلکہ روزانہ کے وقت معہود سے پہلے پڑھی۔ اس معنیٰ پر حدیث بالکل واضح ہے۔

حدیث ۱۱ تا ۱۴: ابوداؤد، طیالسی، ابن ابی شیبہ، اسحاق ابن راہویہ، طبرانی نے معجم میں حضرت رافع ابن خدیج سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبلال یا بلال نور بصلوٰۃ الصبح حتیٰ یبصر القوم مواضع نبلھم من الاسفار٥

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حکم دیا حضور نے حضرت بلال کو فرمایا اے بلال نماز صبح میں اجالا کرلیا کرو، یہاں تک کہ لوگ اجالے کی وجہ سے اپنے پھینکے ہوئے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے نماز فجر ایسے وقت پڑھنے کا حکم دیا جبکہ تیرانداز اپنے تیر گرنے کی جگہ کا مشاہدہ کرسکے اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے جب خوب روشنی پھیل جاوے۔

حدیث۱۵: دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور بالفجر نور اللہ فی قبرہٖ وقیل فی صلٰوتہٖ o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو نماز فجر روشنی میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور اس کے دل میں روشنی کرے۔ایک روایت میں ہے کہ اس کی نماز میں روشنی کرے۔

حدیث۱۶تا۱۷: طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال امتی علی الفطرۃ ما اسفر بصلٰوۃ الفجر o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت دین فطرت پر رہے گی جب تک کہ نماز فجر اجالے میں پڑھے۔

حدیث۱۸تا۲۳: طحاوی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے تھوڑے فرق سے حضرت یسار ابن سلامہ سے روایت کی:

قال دخلت مع ابی علٰی ابی برزۃ فسالہٗ ابی عن صلٰوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان ینصرف من صلٰوۃ الصبح والرجل یعرف وجۃ جلیسہٖ وکان یقرء فیھا بالستین الی المائۃ o

ترجمہ: میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابو برزہ صحابی کے پاس گیا، میرے والد ان سے حضور کی نماز کے متعلق پوچھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نماز صبح سے اس وقت فارغ ہوتے تھے جب ہر شخص اپنے ساتھی کا چہرہ پہچان لیتا تھا، حالانکہ حضور انور ﷺ ساٹھ سے سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

حدیث۲۴: طحاوی شریف نے حضرت عبدالرحمٰن ابن یزید سے روایت کی:

قال کنا نصلی مع ابن مسعود فکان یسفر بصلٰوۃ الصبح o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے تھے، آپ خوب اجالے میں نماز پڑھتے تھے۔

حدیث ۲۵: بیہقی نے سنن کبریٰ میں ابوعثمان نہدی سے روایت کی:

قال صلیت خلف عمر الفجر فما سلم حتیٰ ظن الرجال ذوو العقول ان الشمس طلعت فلما سلم قالوا یا امیر المومنین کادت الشمس تطلع قال فتکلم بشیء لم افهمه فقلت ای شیء قال قالوا لو طلعت الشمس لم تجدنا غافلین o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کے پیچھے نماز فجر پڑھی، تو آپ نے نہ سلام پھیرا یہاں تک کہ عقل والے لوگوں نے سمجھا کہ سورج نکل آیا جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! سورج نکلنے ہی والا ہے، آپ نے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ حضرت عمر نے کیا فرمایا: لوگوں نے بتایا کہ یہ فرمایا اگر سورج نکل آتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔

حدیث ۲۶: بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صلی بنا ابو بکر صلوٰۃ الصبح فقرء آل عمران فقالوا کادت الشمس تطلع قال لو طلعت لم تجدنا غافلین o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم کو ابوبکر صدیق نے نماز فجر پڑھائی اس میں آپ نے سورۃ آل عمران پڑھی لوگوں نے کہا کہ سورج نکلنے کے قریب ہے آپ نے فرمایا کہ اگر نکل آتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔

حدیث ۲۷ تا ۲۸: طحاوی اور ملا خسرو محدث نے اپنی مسند میں امام اعظم ابوحنیفہ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی:

قال ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ شیء کاجتماعهم علی التنویر فی الفجر و التعجیل فی المغرب قال الطحاوی لایصح ان یجتمعوا علیٰ خلاف ما کان علیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نماز فجر کی روشنی اور نماز مغرب کی جلدی پر متفق ہوئے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے خلاف

عمل پر متفق ہوجاویں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق خوب اجالے میں نماز فجر پڑھتے تھے، حتیٰ کہ لوگوں کو سورج نکل آنے کا شبہہ ہوجاتا تھا اور صحابہ کرام کا متفقہ عمل اس پر تھا، کہ نماز فجر خوب روشنی میں پڑھی جاوے۔

حدیث ۲۹: طحاوی شریف نے حضرت علی ابن ربیعہ سے روایت کی:

قال سمعت علیا یقول یاقنبر اسفر اسفر o

ترجمہ: فرماتے ہیں، میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے: اے قنبر! اجالا کرو اجالا کرو۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خوب اجالے میں نماز فجر پڑھتے تھے جیسا کہ اسفر دوبار فرمانے سے معلوم ہوتا ہے۔

ہم نے یہاں یہ انتیس حدیثیں بطور نمونہ پیش کیں۔ اگر زیادہ تحقیق مقصود ہو تو طحاوی شریف اور صحیح البہاری شریف کا مطالعہ فرماؤ۔ بہر حال پتا لگا کہ اجالے میں فجر پڑھنا۔ سنت رسول اللہ سنت صحابہ اور صحابہ کرام کا اتفاق عمل ہے۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ فجر کی نماز اجالے میں پڑھی جاوے چند وجہ سے:

ایک یہ کہ فجر کے لغوی معنی ہیں اجالا اور روشنی، لہٰذا نماز فجر اجالے میں پڑھنے سے، کام نام کے مطابق ہوگا۔ اور اندھیرے میں پڑھنا نام کے مخالف ہے۔

دوسرے یہ کہ اجالے میں نماز پڑھنا زیادتی جماعت کا ذریعہ ہے، کیونکہ اکثر مسلمان صبح کو دیر سے اٹھتے ہیں۔ اگر جلدی بھی اٹھیں تو اس وقت استنجاء، بعض کو غسل، وضو کرنا سنتیں پڑھنا ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس وقت سنتوں کے بعد استغفار اور کچھ اعمال اذکار کرتے ہیں۔ اول وقت فجر کی جماعت کر لینے میں بہت سے لوگ جماعت سے یا تکبیر اولیٰ سے رہ جاتے ہیں۔ اجالے میں پڑھنے سے تمام نمازی بخوبی جماعت کی تکبیر اولیٰ میں شرکت کر سکتے ہیں۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو دراز قراءت سے اس لئے منع فرمادیا تھا۔ کہ ان کے مقتدیوں پر بار ہوتی تھی۔ جس چیز سے جماعت گھٹ جاوے اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ جو جماعت کی زیادتی کا سبب ہو، وہ بہتر ہے اندھیرا جماعت کی کمی کا سبب ہے۔ اسفار، جماعت کی زیادتی اور مسلمانوں کی آسانی کا ذریعہ ہے، لہٰذا اسفار بہتر ہے۔

تیسرے یہ کہ اندھیرا میں مسلمانوں کو مسجد میں آنا دشوار ہوگا اور اجالے میں آسان چنانچہ حضرت عمر کو جب اندھیرے میں عین نماز کی حالت میں شہید کیا گیا، تو صحابہ کرام نے فجر میں بہت اجالا کرنے کا اہتمام کیا۔ دیکھو طحاوی شریف، صحیح البہاری اور ابن ماجہ وغیرہ۔

چوتھے یہ کہ نماز فجر کو چند امور میں نماز مغرب سے مناسبت ہے۔ مغرب رات کی پہلی نماز ہے، فجر دن کی پہلی نماز۔ مغرب کاروبار بند ہونے کا وقت ہے، فجر کاروبار کھلنے کا وقت۔ مغرب نیند کا، فجر بیداری کا پیش خیمہ ہے ہمیشہ وقت فجر وقت مغرب کے برابر ہوتا ہے یعنی جس زمانہ میں جتنا وقت مغرب کا ہوگا اتنا ہی فجر کا۔ جب نماز فجر نماز مغرب کے مناسب ہوئی، تو جیسے نماز مغرب اجالے میں پڑھنا افضل ہے، ایسے ہی نماز فجر اجالے میں پڑھنا بہتر ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراض وجواب

تاخیر فجر پر اب تک وہابیوں غیر مقلدوں کی طرف سے جس قدر اعتراضات ہم کو معلوم ہو سکے، وہ ہم تفصیل وار مع جواب عرض کرتے ہیں، اگر بعد میں اور کوئی اعتراض معلوم ہوا۔ تو انشاء اللہ تیسرے ایڈیشن میں اس کا جواب دیا جائے گا۔

اعتراض ا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلٰث لاتوخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا o

ترجمہ: کہ حضور ﷺ ان سے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ۔ نماز جب اس کا وقت آجاوے، جنازہ جب حاضر ہو، لڑکی کا نکاح جب اس کے لئے کفو مل جاوے۔

نیز اسی ترمذی میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوقت الاول من الصلوٰۃ رضوان اللہ والوقت الاٰخر عفو اللہo

ترجمہ: فرماتے ہیں، کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ نماز کا اول وقت رب کی رضا و خوشنودی ہے اور نماز کا آخر وقت اللہ تعالیٰ کی معافی ہے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر نماز اول وقت پڑھنی چاہیئے۔ حنفی لوگ فجر دیر میں پڑھ کر رب تعالیٰ کی رضا مندی سے محروم ہیں۔

اس اعتراض کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے، کیونکہ تم بھی نماز عشاء اور گرمیوں کی ظہر میں تاخیر مستحب و بہتر جانتے ہو تم بھی خدا کی خوشنودی سے محروم ہو جو تمہارا جواب ہے، وہ ہی ہمارا۔

دوسرے یہ کہ ان حدیثوں میں اول وقت سے وقت مستحب کا اول مراد ہے، نہ کہ مطلق وقت کا اول یعنی جب نماز کا مستحب وقت شروع ہو جائے تب دیر نہ لگاؤ۔ نماز فجر میں روشنی ہی اول وقت ہے جیسے نماز عشاء کے لئے تہائی رات اول وقت ہے۔

اعتراض۲: مسلم بخاری اور تمام محدثین نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز فجر غلس یعنی اندھیرے میں پڑھتے تھے، لہٰذا حنفیوں کا دیر سے پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔

جواب: اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں: ایک یہ غلس کے معنی ہیں، اندھیرا خواہ وقت کے اعتبار سے اندھیرا ہو یا مسجد کا اندھیرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر روشنی میں ہی پڑھتے تھے مگر مسجد میں اندھیرا ہوتا تھا۔ کیونکہ مسجد نبوی شریف بہت گہری بنی ہوئی تھی۔ چھت میں روشندان وغیرہ نہ تھے، اب بھی اگر مسجد میں روشندان نہ ہوں تو اندر بہت اندھیرا رہے کیونکہ ابہت گہری بنی ہوئی ہے۔ صحن دور ہے، اس صورت میں یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جو ہم پہلی فصل میں پیش کر چکے۔

دوسرے یہ کہ اگر غلس سے صبح کا اندھیرا ہی مراد ہو تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل شریف ہے۔ اور قول شریف وہ ہے، جو ہم پہلی فصل میں بتا چکے ہیں، یعنی حضور نے اندھیرے میں فجر پڑھی مگر ہم کو اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب حدیث قولی و فعلی میں تعارض معلوم ہو تو حدیث قولی کو ترجیح ہوتی ہے، کیونکہ فعلی حدیث میں خصوصیت کا احتمال ہے دیکھو، سرکار نے خود نو بیویاں نکاح میں رکھیں، مگر ہم کو چار بیویوں کی اجازت دی۔ ہم حکم پر عمل کر کے صرف چار بیویاں رکھ سکتے ہیں، آپ کے فعل پر عمل نہ کریں گے۔ یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قول عمل پر راجح ہے۔

تیسرے یہ کہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے کہ عام صحابہ کرام اجالے میں فجر پڑھتے تھے، حالانکہ انہوں نے حضور کا یہ عمل شریف دیکھا تھا، معلوم ہوا کہ حدیث قولی کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرتے تھے۔ دوسری حدیث کو لائق عمل نہ سمجھتے تھے۔

چوتھے یہ کہ نماز فجر کا اندھیرے میں ہونا قیاس شرعی کے خلاف ہے، اجالے میں ہونا قیاس کے مطابق۔ لہٰذا اجالے والی حدیث کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ جب احادیث میں تعارض ہو تو اس حدیث کو ترجیح ہوتی ہے، جو مطابق قیاس ہو۔ دیکھو ایک حدیث میں ہے:

الوضوء مما مسته النارo

ترجمہ: آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو واجب ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نے کھانا کھا کر نماز پڑھ لی وضو نہ کیا۔ پہلی حدیث خلاف قیاس ہے۔ دوسری مطابق قیاس لہٰذا دوسری حدیث کو ترجیح ہوئی پہلی حدیث کی تاویل کی گئی کہ وہاں وضو سے مراد کھانا کھا کر ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ایسے ہی یہاں تاویل کی جاوے کہ غلس سے مراد مسجد کا اندھیرا ہے، نہ کہ وقت کا، بہرحال ترجیح روشنی کی حدیث کو ہے۔

ہمارا اعلان ہے کہ کوئی وہابی صاحب ایسی مرفوع حدیث پیش کریں جس میں فجر اندھیرے میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو جیسے ہم نے اجالے میں فجر پڑھنے کی ایک دو نہیں، بہت احادیث پیش کردیں، جن میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

پانچویں یہ کہ اندھیرے کی تمام احادیث بیان جواز کیلئے ہیں اور اجالے کی تمام احادیث بیان استحباب کے لئے، لہٰذا دونوں حدیثیں موافق ہیں، مخالف نہیں، یعنی اندھیرے میں فجر پڑھنا جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر عمل فرمایا اور اجالے میں فجر پڑھنا مستحب ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا حکم دیا۔

اعتراض ۴: مسلم و بخاری نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قالت کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الصبح فتنصر ف النساء متلففات بمروطهن مايعرفن من الغلسo

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی مسجد سے واپس ہوتیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

معلوم ہوا کہ نماز فجر اتنی جلدی شروع کرنا سنت ہے کہ جب ساٹھ یا سو آیتیں پڑھ کر نماز سے فارغ ہو، تو کوئی نمازی اندھیرے کی وجہ سے پہچانا نہ جاسکے، حنفی اتنا اجالا کر کے فجر پڑھتے ہیں، کہ شروع نماز کے وقت ہی لوگ پہچانے جاتے ہیں، ان کا یہ عمل سنت کے خلاف ہے۔

جواب: اس کے جوابات اعتراض نمبر۲ کے جواب میں گزر چکے کہ یا تو یہ مسجد کا اندھیرا ہوتا تھا نہ کہ وقت کا، یا اس عمل شریف پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان اور حکم کو ترجیح ہے وغیرہ۔ یہاں ایک جواب اور بھی ہوسکتا ہے، وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ شریف میں عورتوں کو جماعت نماز میں حاضری کا حکم تھا، ان کے لحاظ سے نماز فجر جلدی پڑھی جاتی تھی، کہ وہ بیبیاں پردہ سے گھر چلی جاویں، پھر عہد فاروقی میں عورتوں کو مسجد سے روک دیا گیا، تو یہ رعایت بھی ختم ہوگئی، عورتوں کو جماعت سے روکنے کی پوری تحقیق اور اس کی وجہ ہماری کتاب اسلامی زندگی میں ملاحظہ کرو۔

اعتراض۴: ترمذی شریف نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قالت ما صلی رسول اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ لوقتها الاٰخر مرتین حتیٰ قبضه اللهo

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو دفعہ بھی کوئی نماز آخر وقت میں نہ پڑھی یہاں تک کہ رب نے آپ کو وفات دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام نمازیں خصوصاً نماز فجر اول وقت پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی سنت ہے، یہ حکم منسوخ نہ ہوا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر حیات شریف تک اس پر عمل کیا۔ افسوس کہ حنفی ایسی دائمی سنت سے محروم ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ کی۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث صحیح بھی نہیں اور اس کی اسناد متصل بھی نہیں، کیونکہ اس حدیث کو اسحاق ابن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، اور اسحاق ابن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کبھی ملاقات نہ کی۔ لہٰذا درمیان میں راوی رہ گیا ہے۔ اس لئے امام ترمذی نے اس حدیث کے ساتھ فرمایا:

قال ابو عیسیٰ هٰذا حدیث غریب ولیس اسناده بمتصلo

ترجمہ: ابوعیسیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی اسناد متصل نہیں۔

اس کے حاشیہ میں ہے:

لانهٗ لم یثبت ملاقاة اسحق مع عائشة رضی الله عنها o

ترجمہ: کیونکہ اسحاق کی ملاقات حضرت عائشہ صدیقہ سے ثابت نہ ہوئی۔

لہٰذا یہ حدیث قابل عمل نہیں، افسوس ہے کہ وہابی ہم سے تو بالکل صحیح اور ٹکسالی حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں، اور خود ایسی ضعیف اور نا قابل عمل حدیثیں پیش کر دینے میں تامل نہیں کرتے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث بہت احادیث کے خلاف ہے، کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بہت دفعہ نمازیں آخر وقت پڑھی ہیں، جب حضرت جبریل نماز کے اوقات عرض کرنے آئے، تو انہوں نے دو دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمازیں پڑھائیں، پہلے دن نمازیں اول وقت میں، دوسرے دن آخر وقت میں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نماز کے اوقات پوچھے تو آپ نے اسے دو دن اپنے پاس ٹھہرایا، ایک دن نمازیں اول وقت میں پڑھائیں دوسرے دن آخر وقت، تعریس کی رات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فجر کی نماز قضا پڑھی۔ غزوۂ خندق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی نمازیں قضا کر کے پڑھیں، عام طور پر سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ظہر آخر وقت اور عصر اول وقت پڑھتے تھے، ایسے ہی مغرب آخر وقت، عشاء اول وقت پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز فجر کے لئے بالکل آخر وقت تشریف لائے اور بہت جلد فجر پڑھائی، بعد میں فرمایا کہ آج ہم ایک خواب دیکھ رہے تھے کہ رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت ہمارے سینہ اقدس پر رکھا (مشکوٰۃ باب المساجد)۔

غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا نمازیں آخر وقت میں پڑھیں، اور اس حدیث میں ہے، کہ آپ نے کوئی نماز آخر وقت میں دو بار بھی نہ پڑھی، لہٰذا یہ روایت نا قابل عمل ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے، پھر تم نماز عشاء آخر وقت یعنی تہائی رات گئے پڑھنا مستحب کیوں کہتے ہو، اور گرمیوں میں ظہر آخر وقت میں مستحب کیوں بتاتے ہو۔ جو جواب تمہارا ہے، وہ ہی جواب ہمارا۔

اعتراض ۵: تم نے جو حدیث پیش کی تھی، کہ فجر کو اجالے میں پڑھو، اس میں اجالے سے مراد صبح صادق کی وہ روشنی ہے، جس سے وقت فجر آ جانا یقینی ہو جاوے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز فجر شک کی حالت میں نہ پڑھو، بلکہ جب یقین ہو جاوے کہ وقت ہو گیا، تب پڑھو، وہاں اسفار سے وہ روشنی مراد نہیں، جو حنفیوں نے سمجھی، یعنی خوب اجالا سے۔ محدثین نے اس حدیث کا یہ ہی مطلب بیان کیا۔

جواب: ہرگز نہیں، کیونکہ اتنا اجالا کرنا تو فرض ہے، شک کی حالت میں نماز فجر پڑھنا جائز ہی نہیں۔ اور یہاں فرمایا گیا کہ اس اجالے کا ثواب زیادہ ہے، یعنی یہ اجالا مستحب ہے نہ کہ فرض۔ لہٰذا اس اجالے سے مراد وہ ہی روشنی صبح ہے جس میں فجر پڑھنا مستحب ہے اور جو ہم نے معنیٰ کئے، وہ ہی درست ہیں۔ حدیث سمجھنے کے لئے تفقہ ضروری ہے۔